سیرت و سوانح

حضرت سیّد احمد شہید رائے بریلوی ؒ

تحریر: عبدالرشید عراقی

مجدد دین و ملّت حضرت سید احمد شہید ؒ کی ذات محتاج تعارف نہیں۔ آپ نے برّ صغیر میں اعلائے کلمۃ الحق اور احیائے سنت کے لئے جو کار ہائے نمایاں سرانجام دیئے وہ تاریخ اسلام کا ایک سنہری باب ہے۔ اس کے ساتھ آپ نے ایک دینی فضا قائم کرکے جو جماعت تیار کی وہ تیرھویں صدی ہجری میں صحابہ کرام ؓ کا نمونہ تھے، جن کا ہر کام شریعتِ اسلامیہ کے دائرہ میں تھا۔ شرک سے باغی، بدعت سے نفور، سنتِ رسول اللہ ﷺ کے شیدائی، جہاد کے نشے میں سرشار، عبادت گزار، شب زندہ دار اور اسلام کے سچے جاں نثار اور شیدائی تھے۔

ولادت

حضرت سید احمد شہید ؒ کا تعلق رائے بریلی کے حسنی سادات خاندان سے تھا۔ آپ کا شجرۂ نسب حضرت علی بن ابی طالب ؓ سے ملتا ہے۔ بریلی کا حسنی خاندان اپنے علم و تقویٰ میں بہت ممتاز تھا۔ حضرت سید احمد شہید ؒ رائے بریلی میں ۶ / صفر ۱۲۰۱ھ مطابق ۲۹ / نومبر ۱۷۸۶ء پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام سید محمد عرفان تھا۔[1]

تعلیم

چار سال کی عمر میں آپ کی تعلیم کا آغاز ہوا، لیکن تین سال گزر جانے کے باوجود آپ کی توجہ حصولِ علم کی طرف مبذول نہ ہوئی۔ صاحبِ نزہۃ الخواطر کے بیان کے مطابق صرف اس عرصہ میں قرآن مجید کی چند سورتیں ہی یاد کرسکے۔ ان کے بڑے بھائی اسحاق بن عرفان نے پوری کوشش کی کہ آپ تعلیم کی طرف توجہ کریں، لیکن انہیں اس میں کامیابی نہ ہوئی۔ چنانچہ آپ کے والد سید محمد عرفان نے فرمایا:

> "اس کا معاملہ خدا پر چھوڑ دو، جو ان کے حق میں بہتر سمجھے گا وہ ظہور پذیر ہوگا۔ ہماری تاکید کا کچھ فائدہ معلوم نہیں ہوتا"۔[2]

بچپن میں مردانہ کھیل اور مشاغل

سید صاحب کو بچپن میں کھیلوں کا بہت شوق تھا۔ کبڈی' شہ زوری' سپہ سالاری' تیراکی اور غزاء و جہاد سے فطری طور پر دلچسپی رکھتے تھے۔ لڑکوں کو دو گروہوں میں تقسیم کر کے ایک گروہ سے دوسرے گروہ پر حملہ کراتے۔ تواریخ عجیبہ میں ہے کہ:

"بستی کے ہم سن لڑکوں میں ایک لشکرِ اسلام جمع کر کے بطور جہاد بآوازِ بلند تکبیریں کہتے ہوئے ایک فرضی لشکرِ کفار پر حملے کیا کرتے تھے اور "وہ مارا' یہ فتح ہوا" کی صدائیں لشکرِ اطفال سے بلند ہوتی تھیں"۔[۳۳]

خدمتِ خلق

کھیل کود کے ساتھ ساتھ خدمتِ خلق کا جذبہ بھی آپ میں بہت موجود تھا۔ معذور اور ضعیف آدمیوں اور عورتوں کے گھر جا کر ان کی خدمت کرتے' ان کے پانی بھرتے اور جنگل سے لکڑیاں لا کر دیتے۔[۳۴]

عبادتِ الٰہی

شوقِ جہاد اور خدمتِ خلق کے ساتھ ان کے خالص علمی و دینی ماحول کے مطابق اللہ تعالیٰ نے ذوقِ عبادت بھی ان کی فطرت میں ودیعت کر دیا تھا۔ رات کو تہجد کے لئے قیام کرتے اور دن کو تلاوتِ قرآن مجید' دعا و مناجات اور قرآن مجید میں تدبر و تفکر فرماتے۔[۳۵]

سفرِ لکھنؤ و دہلی

۱۲۱۴ء میں آپ کے والد سید محمد عرفان کا انتقال ہوا۔ اُس وقت آپ کی عمر ۱۴ سال تھی۔ ۱۲۱۸ء میں' جب کہ آپ کی عمر ۱۸ سال تھی' اپنے احباب و اقرباء کے ساتھ جن کی تعداد سات تھی' تلاشِ معاش کے سلسلہ میں لکھنؤ روانہ ہوئے۔ لکھنؤ رائے بریلی سے ۴۹ میل پر ہے۔ لکھنؤ میں اُس وقت نواب سعادت علی خاں کی حکومت تھی۔ سید صاحب اور آپ کے ساتھی روزگار کی تلاش میں ادھر ادھر پھرنے لگے' مگر روزگار ان کے لئے عنقا تھا۔ جو زادِ راہ گھر سے لے کر نکلے تھے وہ سب ختم ہو گیا اور اب دو وقت کا کھانا بھی میسر نہیں ہو رہا تھا۔ بڑی مشکل سے چار ماہ لکھنؤ میں گزارے۔ اس کے بعد آپ نے دہلی جانے کا ارادہ کیا۔ دہلی جانے کا مقصد

صرف حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ سے اکتسابِ فیض تھا اور اس کا ذکر آپ کئی بار اپنے ساتھیوں سے کر چکے تھے۔ آپؒ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کا ذکر بڑے اچھے پیرائے میں کرتے اور جب ان کا ذکر ہوتا تو یہ شعر پڑھتے۔

مصلحت دید من آنست کہ یاراں ہمہ کار
بگزارند و خمِ طرۂ یارے گیرند

دہلی کا سفر حضرت سید احمد شہیدؒ نے بڑے مصائب و تکالیف میں طے کیا[۶]

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ سے ملاقات

دہلی پہنچ کر حضرت سید احمد شہیدؒ نے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ سے ملاقات کی اور اپنا تعارف کرایا۔ جب حضرت شاہ عبدالعزیز کو معلوم ہوا کہ ان کا تعلق رائے بریلی کے حسنی سادات خاندان سے ہے تو بڑی آؤ بھگت کی۔ اور اس کے بعد دہلی آنے کا مقصد بیان کیا تو حضرت سید احمد شہید نے فرمایا کہ ''آپ کی ذاتِ مبارک کو غنیمت سمجھ کر اللہ تعالیٰ کی طلب کے لئے یہاں پہنچا ہوں''۔ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ نے فرمایا کہ ''اگر اللہ تعالیٰ کا فضل شاملِ حال ہے تو اپنی پدری و مادری وراثت حاصل کرو گے''۔ اس کے بعد حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے آپ کو اپنے بھائی حضرت مولانا شاہ عبدالقادر دہلویؒ کے پاس اکبر آبادی مسجد میں بھیج دیا، جہاں آپ نے حضرت مولانا شاہ عبدالقادرؒ سے صرف و نحو اور عربی و فارسی کی کتابوں کے علاوہ قرآن مجید کا ترجمہ بھی پڑھا[۷]

حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ سے بیعت

حضرت شاہ عبدالقادر دہلویؒ سے تحصیلِ علم کے بعد ۱۲۲۲ء میں حضرت سید احمد شہیدؒ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ سے بیعت ہوئے۔ اس وقت ہندوستان میں تصوف کے تین سلسلے رائج تھے، یعنی نقشبندیہ، قادریہ، اور چشتیہ۔ طالب جس سلسلے میں بیعت ہونا چاہتا تھا حضرت شاہ عبدالعزیز اسی سلسلے کا طریقۂ ذکر و شغل سکھاتے تھے، مگر حضرت سید احمد شہیدؒ نے تینوں سلسلوں میں بیعت کی اور اس کے بعد مسجد اکبر آبادی میں ذکر و فکر اور عبادت و ریاضت میں مشغول رہے[۸]

دہلی سے رائے بریلی واپسی

۱۲۲۳ھ کے اوئل میں آپ دہلی سے بریلی اپنے وطن واپس تشریف لے گئے۔ رائے بریلی میں آپ کا قیام دو سال رہا۔ اس دو سال کے قیام میں آپ اشاعتِ اسلام میں ہمہ تن مصروف رہے۔ شب و روز قرآن و حدیث کا درس دیتے، لوگوں کو احکامِ شریعت سے رُوشناس کرایا، اور اسی دوران آپ کی شادی بھی ہو گئی۔ شادی آپ کے خاندان میں ہوئی۔ آپ کی اہلیہ محترمہ کا نام سیدہ زہرہ تھا[۹]

رائے بریلی سے دہلی واپسی

رائے بریلی میں دو سال قیام کے بعد حضرت سید احمد شہید ۱۲۲۶ء میں دہلی تشریف لے گئے۔ دہلی میں آپ کا قیام مسجد اکبر آبادی میں ہوا۔ حضرت شاہ عبدالقادر دہلوی کا انتقال ہو چکا تھا۔ آپ کے پیش نظر جو مقصد تھا اس کا اب وقت آگیا تھا کہ آپ اس کے لئے خود تیار ہوں اور ایک ایسی جماعت تیار کریں جو آپ کے مشن کی تکمیل کرے۔ آپ کا مقصد اور نصب العین یہ تھا کہ مسلمانوں کو حقیقی معنوں میں مسلمان بنایا جائے اور ان میں جہاد فی سبیل اللہ کی روح پیدا کی جائے۔ چنانچہ حضرت سید احمد شہید نے حضرت مولانا شاہ اسمٰعیل شہید دہلوی اور مولانا عبدالحی بڈھانوی کی رفاقت سے اپنے مشن کا آغاز کیا اور آپ اپنے تبلیغی مشن اور دعوت جہاد کے سلسلہ میں ایک پروگرام طے کر کے مختلف شہروں کے دورے پر روانہ ہوئے۔ محترمہ ڈاکٹر ثریا ڈار صاحبہ لکھتی ہیں کہ:

> "آپ نے حضرت شاہ عبدالعزیز کی اجازت سے اپنے مریدانِ خاص اور چند عقیدت مندوں کو ساتھ لے کر دہلی سے سہارن پور، میرٹھ، مظفر نگر، دیوبند، گنگوہ، نانوتہ، کاندھلہ اور لہاری تک کا تبلیغی اور اصلاحی دورہ کیا۔ اس دوران میں مختلف علاقوں میں مسلمان قوم کو حکومتِ اسلامیہ کی تاسیس، احیائے اسلامیت اور اغیار کے تسلط کو ختم کرنے کے لئے جہاد فی سبیل اللہ کی دعوت دی۔ اس دورے میں سینکڑوں خاندانوں اور ہزاروں عقیدت مندوں نے شرک و بدعات اور غیر شرعی رسوم سے توبہ کی اور آپ کے حلقۂ بیعت میں شامل ہو گئے"[۱۰]

مراجعتِ وطن

دس سال حضرت سید احمد شہید رائے بریلی سے باہر رہے۔ ۱۲۳۴ھ / ۱۸۱۹ء میں آپ کے بھائی سید محمد اسحاق نے انتقال کیا۔ حضرت سید احمد شہید کو اس کی اطلاع دہلی میں ملی' چنانچہ سید احمد شہید اس خبر کے سننے کے بعد ایک قافلہ کے ہمراہ جس میں آپ کے رفقاء کی تعداد ۷۰ ۔ ۸۰ کے قریب تھی' رام پور' الہ آباد' بنارس' کان پور اور لکھنؤ ہوتے ہوئے رائے بریلی پہنچے۔ رائے بریلی میں آپ کا قیام تقریباً ۲۶ ماہ رہا اور آپ کا یہ قیام تبلیغی و اصلاحی کاموں میں بسر ہوا۔ مولانا غلام رسول مہرؔ لکھتے ہیں کہ :

> "رائے بریلی کے قیام میں آپ نے اطراف و جوانب کے دورے کئے اور امت کے مختلف طبقوں اور افراد کی باہمی کشمکش کو مٹا کر ان کے درمیان محبت و یک جہتی کے تعلقات استوار کئے۔ غیر مشروع معاشرتی رسوم اور بدعات و مُحدَثات کی بیخ کنی کی۔ اپنے ساتھیوں اور ارادت مندوں کو جہاد کی تیاری کے لئے خاص طور پر تیار کیا۔ اور اس کے ساتھ اور کئی اصلاحی اور دینی کاموں کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا"۔[۱۱]

مولانا سید ابو الحسن علی ندوی لکھتے ہیں کہ :

> "رائے بریلی کا قیام مجاہدہ و تربیت اور جسمانی و روحانی مشغولیت و خدمت کا خاص دور تھا۔ سید صاحب بھی عام لوگوں کے ساتھ مشقت کے کاموں میں شریک ہوتے' لکڑیاں چیرتے' بوجھ اٹھاتے۔ یہ زمانہ بڑے روحانی و علمی فیوض و برکات کا زمانہ تھا۔ سید صاحب کا وجود' علماء و مشائخ ہندوستان کا اجتماع' یکسوئی' یہ سب نعمتیں جمع تھیں جو کم جمع ہوتی ہیں۔ ایک غیر معروف چھوٹا سا گاؤں کہکشاں بن گیا تھا جس کی زمین پر چاند کے ساتھ سارے روشن ستارے اتر آئے تھے۔ ہندوستان کے منتخب اور نامور علماء اور مشائخ مولانا محمد اسمٰعیل' مولانا عبدالحی' مولانا محمد یوسف سیفی' حاجی عبدالرحیم ولایتی اور شاہ ابو سعید مجددی ایک وقت میں جمع تھے"۔[۱۲]

سفرِ لکھنؤ

رائے بریلی میں قیام کے دوران آپ لکھنؤ کے سفر پر روانہ ہوئے۔ آپ کے ساتھ ۱۸۰ افراد کا قافلہ تھا۔ لکھنؤ میں آپ کا قیام اکبری دروازے کی ایک حویلی میں ہوا۔ یہ حویلی سید میر مسکین کی ملکیت تھی۔ قیامِ لکھنؤ میں آپ نے وعظ و تبلیغ اور درس و تدریس کے ذریعہ

مسلمانوں کو احکامِ شریعت سے آگاہ کیا۔ آپ کے ساتھ مولانا محمد اسمٰعیل شہیدؒ اور مولانا عبدالحیؒ بھی وعظ و تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیتے، آدمیوں کا اجتماع ہزاروں سے تجاوز کر جاتا تھا۔ مولانا غلام رسول مہرؒ لکھتے ہیں کہ:

> "مولانا عبدالحی وعظ کہتے رہتے تھے، ہر ہفتہ نمازِ جمعہ سے لے کر نماز عصر تک وعظ جاری رہتا۔ ہزاروں آدمی اس میں شریک ہوتے۔[۶۴] قیام لکھنؤ میں بہت سے علمائے کرام حضرت سید احمد شہید کی بیعت ہوئے"۔[۶۵]

رائے بریلی واپسی اور بعض اصلاحی کام

لکھنؤ سے واپس آکر حضرت سید احمد شہید رائے بریلی میں تقریباً ایک سال قیام پذیر رہے۔ مولوی جعفر علی لکھتے ہیں:

> "بعد تشریف آوری از لکھنؤ حضرت امیرالمومنین قریب یک سال بر دولت خانہ رونق افروز بودند"۔[۶۶]

> (لکھنؤ سے تشریف آوری کے بعد حضرت امیرالمومنین تقریباً ایک سال دولت خانے پر رونق افروز رہے۔)

وقائع احمدی میں ہے:

> "لکھنؤ سے واپسی کے بعد حضرت سید احمد شہید کا قیام رائے بریلی میں تقریباً ایک سال رہا۔ اس قیام کے اہم واقعات میں جہاد کے لئے تربیت و مشق کا اہتمام اور نکاحِ بیوگان کی سنت کا احیاء خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں"۔[۶۷]

سفرِ حج

یکم شوال ۱۲۳۶ھ / ۱۸۲۰ء نماز عید کے بعد چار سو مردوں اور عورتوں کے ہمراہ حج کے ارادہ سے رائے بریلی سے روانہ ہوئے۔ سفر کے دوران جب کسی قصبہ سے گزر ہوتا تو لوگ آپ کی بیعت بھی ہوتے اور حج کے لئے بھی ساتھ شامل ہو جاتے۔ جب آپ کلکتہ پہنچے تو قافلے میں ۸۰۰ مرد اور عورتیں شامل تھیں۔ ۲۸ شعبان ۱۲۳۷ھ کو یہ قافلہ مکہ معظمہ پہنچ گیا اور رمضان المبارک کا مہینہ آپ نے مکہ معظمہ میں گزارا۔ حج کے بعد ۱۰ صفر ۱۲۳۸ھ مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ مدینہ میں آپ کا قیام ۲۵ دن رہا جہاں آپ نے متبرک اور تاریخی مقامات کی زیارت کی۔ مخزن احمدی کے مصنف لکھتے ہیں کہ:

"قیامِ مدینہ کے دوران ۲۶ ربیع الاول کو آنحضرت ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ ﷺ بڑی مہربانی سے مسکرا کر فرماتے ہیں: احمد! اب تم کو جلد مکہ چلے جانا چاہئے اس لئے کہ سردی سے تمہارے قافلے کو بڑی تکلیف ہو رہی ہے"[۱۷]

چنانچہ آپ مع قافلہ ۲۹ ربیع الاول ۱۲۳۹ھ مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ واپس جانے کے لئے روانہ ہوئے۔ مکہ معظمہ پہنچ کر عمرہ و طواف کیا۔ اور وسطِ شوال کے بعد دو سال ۱۱ ماہ بعد آپ واپس اپنے وطن رائے بریلی پہنچ گئے۔ رائے بریلی میں آپ کا قیام ایک سال ۱۰ ماہ رہا۔ اس زمانہ قیام کے اہم مشاغل میں سے مکانوں کی مرمت، مساجد کی تعمیر، جہاد کی ترغیب و دعوت اور رفقاء کی ایمانی اور عملی تربیت ہے۔ محترمہ ڈاکٹر ثریا ڈار صاحبہ حضرت سید احمد شہید بریلویؒ کے حج سے واپسی اور رائے بریلی کے قیام کے بارے میں رقم طراز ہیں کہ:

"حرمین شریفین میں آپ کے قیام کے دوران بڑے بڑے علماء و عمائدین نے آپ کی بیعت کی۔ اس پورے سفر میں مولانا عبدالحیؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ آپ کے ہمراہ رہے۔ سفرِ حج کے بعد ہندوستان کو غلامی سے نجات دلانے اور پنجاب و سرحد کے مسلمانوں کو سکھوں کے ظلم و ستم سے بچانے کے لئے جہاد کے لئے سرو سامان کی تیاری میں مصروف ہو گئے۔ ۱۲۴۱ھ میں اقامت جہاد کے لئے اپنے عقیدت مندوں کے ساتھ وطن سے ہجرت کی۔ راجپوتانہ، رواڑ، سندھ، بلوچستان، افغانستان اور صوبہ سرحد کے ریگستانوں، وسیع میدانوں، بلند پہاڑوں، تنگ دروں، پر خطر جنگلوں اور طوفانی دریاؤں کا سفر طے کیا۔ اور ہر جگہ توحید و سنت اور عقائد صحیحہ کی اشاعت و تبلیغ کا فریضہ انجام دیا"[۱۸]

شہادت

حضرت سید احمد شہید نے ۲۴ ذوالقعدہ/۵ مئی ۱۸۳۱ء کو سکھوں سے جنگ کرتے ہوئے بالاکوٹ میں جامِ شہادت نوش فرمایا[۱۹]

حضرت سید احمد شہید کی شخصیت

مجاہدِ کبیر حضرت سید احمد شہید ایک بہت بڑے روحانی پیشوا تھے۔ احیائے خلافت اسلامیہ اور ولولہ جہاد میں آپ کے کارنامے تاریخِ اسلام کا ایک زریں باب ہے۔ اربابِ سِیَر اور علمائے کرام نے آپ کی تعریف و توصیف میں بہت کچھ لکھا ہے۔ مولانا سید نواب صدیق حسن خاں

مرحوم لکھتے ہیں کہ:

"خلقِ خدا کی رہنمائی اور خدا کی طرف رجوع کرنے میں وہ خدا کی ایک نشانی تھے۔ ایک بڑی خلقت اور ایک دنیا آپ کی قلبی و جسمانی توجہ سے درجۂ ولایت کو پہنچی۔ آپ کے خلفاء کے مواعظ نے سرزمینِ ہند کو شرک و بدعت کے خس و خاشاک سے پاک کر دیا اور کتاب و سنت کی شاہراہ پر ڈال دیا۔ ابھی تک ان کے وعظ و پند کی برکات جاری و ساری ہیں ---- خلاصہ یہ کہ اس زمانہ میں دنیا کے کسی ملک میں بھی ایسا صاحبِ کمال سنا نہیں گیا۔ اور جو فیوض اس گروہِ حق سے خلقِ خدا کو پہنچے ان کا عشرِ عشیر بھی اس زمانہ کے علماء و مشائخ سے نہیں پہنچا۔"[۳۰]

مولانا حیدر علی رام پوری ٹونکی لکھتے ہیں کہ:

"ان کی ہدایت کا نور آفتاب کے مثل کمال زور و شور کے ساتھ بلاد و قلوبِ عباد میں منور ہوا۔ ہر ایک طرف سے سعیدان ازلی رخت سفر باندھ کر منزلوں سے آآ کے شرک و بدعات وغیرہ منہیات سے (جن کے حسب عادت زمانہ خوگر ہو رہے تھے) توبہ کر کے توحید و سنت کی راہ اختیار کرنے لگے۔ اور اکثر ملکوں میں خلفائے راست کردار جناب موصوف نے سیر فرما کر لاکھوں آدمیوں کو دین محمدی کی راہ راست بتادی۔ جن کو سمجھ تھی اور توفیق الہی نے ان کی دستگیری کی وہ اس راہ پر چلے"۔[۳۱]

مولانا غلام رسول مہر مرحوم لکھتے ہیں کہ:

"اللہ تعالیٰ نے سید صاحب کو جن کمالات سے نوازا تھا ان کو حافظہ میں محفوظ رکھنا ہمارے لئے بہت مشکل ہے"۔[۳۲]

مولانا ابو الحسن علی ندوی لکھتے ہیں کہ:

"حضرت سید احمد شہید ان مجاہدین میں سے ہیں جنہوں نے محض اللہ کے نام کی بلندی اور اس کی بات اونچی کرنے کے لئے، خالص اللہ کی خوشنودی اور رضا کے لئے "مسلمان" نام ایک قوم کے غلبے کے لئے نہیں بلکہ "اسلام" نام ایک مکمل دین عقیدہ، عمل اور مسلکِ زندگی کو قائم کرنے کے لئے، محمد رسول اللہ ﷺ کی مظلوم شریعت کو جاری کرنے کے لئے اپنے خون کا پہلا اور آخری قطرہ بہایا"۔[۳۳]

حواشی

۱۔ مخزن احمدی ص ۱۲ ۲۔ مخزن احمدی ص ۱۲
۳۔ تواریخ عجیبہ ص ۴ ۴۔ مخزن احمدی ص ۱۳
۵۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور ان کی علمی خدمات ص ۲۱۲
۶۔ مخزن احمدی ص ۱۷ ۷۔ ارواح ثلاثہ ص ۹۶
۸۔ ایضاً ص ۱۲۴
۹۔ سید احمد شہید' غلام رسول مہر ص ۸۰
۱۰۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور ان کی علمی خدمات ص ۲۱۶
۱۱۔ سید احمد شہید ص ۱۳۲ ۱۲۔ تاریخ دعوت و عزیمت ج ۶ حصہ اول ص ۱۸۸
۱۳۔ سید احمد شہید ص ۱۶۸ ۱۴۔ تاریخ دعوت و عزیمت ج ۶ ص ۲۱۵
۱۵۔ منظور السعداء
۱۶۔ وقائع احمدی ص ۶۴۴ تاریخ دعوت و عزیمت ج ۶ ص ۲۳۵
۱۷۔ تاریخ دعوت و عزیمت ج ۶ حصہ اول ص ۳۹۳۔
۱۸۔ حضرت شاہ عبدالعزیز اور ان کی علمی خدمات ص ۲۱۷۔
۱۹۔ ایضاً ص ۲۱۸۔
۲۰۔ تقصار جیود الاحرار من تذکار جنود الابرار ص ۱۰۹۔۔۱۱۰
۲۱۔ صیانہ الناس عن وسوسۃ الخناس۔ ص ۴ ۲۲۔ سید احمد شہید ص ۴۷۹
۲۳۔ تاریخ دعوت و عزیمت ج ۶ حصہ اول ص ۵۹

مراجع و مصادر

مخزن احمدی۔ سید محمد علی
تواریخ عجیبہ (سوانح احمدی) محمد جعفر تھانیسری
حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور ان کی علمی خدمات۔ ڈاکٹر ثریا ڈار
ارواح ثلاثہ۔ امیر شاہ خاں
سید احمد شہید۔ غلام رسول مہر
تاریخ دعوت و عزیمت جلد ششم (سیرت سید احمد شہید) مولانا ابوالحسن علی ندوی
منظور السعداء۔ سید جعفر علی نقوی
تقصار جیود الاحرار من تذکار جنود الابرار۔ نواب صدیق حسن خاں
صیانۃ الناس عن وسوسۃ الخناس۔ حیدر علی رام پوری